وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَآءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

دافعة الشقاق والخلاف

فی

حیاۃ الانبیاء فی قبورہم

تصنیف: للعارف باللہ تعالیٰ

سیدی علامہ احمد بن حجر الہیتمی رحمہ اللہ

ترجمہ وتحقیق:

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

دافعة الشقاق والخلاف

بقول المصطفى ﷺ

وأهل الأنصـــــاف

في حياة الأنبياء في قبورهم عليهم الصلاة والسلام

وهي القصيدة التي نظمها العلامة المحدث شهاب الدين أحمد

ابن حجر الهيثمي وعليها شرح الشيخ حبيب الله

الشنقيطي عليهما الرحمة والرضوان

عنى بنشرها سيدي العارف بالله الشيخ صالح الجعفري مؤسس
الطريقة الجعفرية وصاحب درس الجمعة الشهير بالأزهر الشريف

الناشـــر

دار جوامع الكلم

مشيخة الطريقة الجعفرية

١٧ شارع الشيخ صالح الجعفري - الدراسة - القاهرة

تليفون: ٩٢٧٣٦٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت العلّام شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۸۹۹ھ ...... وفات: ۹۷۴ھ

شیخ حبیب اللہ الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۲۹۵ھ ...... وفات: ۱۳۶۳ھ

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی ہجری کے بزرگ عارف باللہ اور اپنے زمانہ کے مرجع خلائق رہنما تھے۔ آپ شافعی المسلک تھے لیکن وسعت قلبی کا یہ عالم تھا کہ "الخیرات الحسان فی مناقب النعمان" حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں آپ نے تحریر فرمائی۔ "القول المختصرہ فی علامات المھدی المنتظرہ کیف" نامی کتاب بھی آپ نے تحریر کی۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کی کتب میں شرح مشکوٰۃ، فتاویٰ حدیثیہ، الصواعق المحرقہ جیسی مشہور کتابیں بھی شامل ہیں۔ آپ محدث، فقیہ، صوفی کے طور پر نمایاں شخصیت تھے۔ مصر میں ایک محلہ ابی الہیتم کی طرف نسبت کے باعث ہیتمی کہلائے۔ شمائل نبویہ وفضائل محمدیہ پر مشتمل آپ کا ایک کتاب میں ایک قصیدہ "حیات الانبیاء" پر ہے، جس کے ۱۳۳ اشعار ہیں۔

اس قصیدہ کی شرح عربی میں شیخ حبیب اللہ الشنقیطی نے کی جو مراکش کے ایک بزرگ تھے۔ پھر مدینہ طیبہ آگئے اور پھر مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کی۔ جامعہ از ہر مصر میں اصول الدین کے شعبہ کے سربراہ رہے۔ آپ بھی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ بخاری، مسلم، موطا، امام مالک پر بہت علمی کام کیا۔ ان کی "اصح ما ورد فی المھدی وعیسٰی" اور "حیات علی ابن ابی طالب" کتابیں بھی ہیں۔

حیات الانبیاء پر علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ اور اس کی شرح از شیخ حبیب اللہ الشنقیطی کو جامعہ از ہر کے استاذ حضرت صالح الجعفری نے شائع کیا، جس کا انہوں نے نام "دافعۃ الشقاق والخلاف بقول المصطفیٰ واھل الانصاف فی حیات الانبیاء فی قبورھم" رکھا۔ اس قصیدہ اور اس کی شرح کو اردو زبان کا لباس ہمارے مخدوم حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور مدظلہم نے پہنایا ہے۔ اس کو بھی اس مجموعہ میں شامل کرنے کی ہم سعادت حاصل کررہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر و اعن!

۱ ...... مصنف جو دعویٰ کر رہا ہے اس پر دلائل اور شواہد متواتر ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ مصنف ان کو شمار نہیں کر سکتا۔

۲ ...... دعویٰ بلاشبہ مصطفی ﷺ زندہ اور جسم مبارک تر و تازہ ہے اور ایسا چاند ہیں جو رات کو غروب نہیں ہوتا۔ (یعنی چودھویں کا چاند) شارح علامہ شنقیطی لکھتے ہیں: چاند کے بجائے سورج کے ساتھ تشبیہ دینی چاہئے۔ کیونکہ سورج میں نور چاند سے زیادہ ہے اور اس کا نفع بھی چاند سے زیادہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کو سورج کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فرمایا: ''انا ارسلناک شاھدا'' (الاحزاب: ۴۵) اے نبی بے شک ہم نے آپ کو ان صفات کے ساتھ بھیجا گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے، خطرناک انجام سے آگاہ کرنے والے، اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے، روشنی پھیلانے والے چراغ۔ (چراغ سے سورج مراد ہے)

۳ ...... اور آپ ﷺ کا جسم مبارک لحد کی نرم جگہ میں گلاب کے پھول کی طرح تر و تازہ ہے مرجھا کر میلا نہیں ہوگا۔ ذہول کا معنی ہے کسی چیز کا طول زمانہ کی وجہ سے سخت اور خشک ہونا۔ پس قیامت تک آپ ﷺ کا جسم مبارک نہ سخت ہوگا اور نہ خشک ہوگا بلکہ نرم اور تر و تازہ رہے گا۔

۴ ...... اور بے شک آپ ﷺ ہر صفت کے لحاظ سے ہاشمی ہیں، خوبصورت ہیں زمین میں اترنا آپ ﷺ کو متغیر نہیں کر سکتا۔ تغیر اس جسم میں آتا ہے جس کو زمین کھائے اور انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو زمین نہیں کھاتی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

۵ ...... اور بے شک کیڑے آپ کی طرف نہیں آسکتے اسی طرح دوسری آفات بھی آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکتیں۔

۶ ...... آپ ﷺ کے گوشت اور ہڈی کو مٹی نے نہیں کھایا اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

۷ ...... اور ہر وقت فرشتے ان کے پاس آتے ہیں، آپ ﷺ کو سلام کرتے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں فرشتے سنتے ہیں۔

۸ ...... اور وہ فرشتے آپ ﷺ کے پاس عمدہ رزق لاتے ہیں اور آپ ﷺ کے لئے ہر وہ عطیہ ہے جس کا رب جلیل حکم کرتے ہیں۔

شرح: اور آپ ﷺ کو عمدہ رزق عطا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یرزقون'' شہداء کو رزق دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے شہادت اور نبوت دونوں کو جمع کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ خیبر میں زہر آلود لقمہ کھانا آپ کی شہادت کا ظاہری سبب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بکری کا زہر ملا گوشت لے آئی۔ آپ ﷺ نے اس گوشت کو کھایا۔ پھر اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے زہر کے متعلق سوال کیا۔ اس نے کہا میں نے آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے کھلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ تجھے اس پر مسلط نہیں کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اس کو قتل نہ کردیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کے کوے میں اس کا اثر محسوس کرتا رہا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۵)

اور سنن داری وسنن کبریٰ بیہقی میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زہر آلود بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دستی کا گوشت کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہا اس گوشت سے ہاتھ اٹھالو۔ یعنی اس کو نہ کھاؤ اور اس یہودی عورت کو بلایا اس سے پوچھا کیا تو نے بکری کے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس دستی نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے اقرار کیا کہ میں نے زہر ملایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرا کیا ارادہ تھا؟ اس نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ اگر یہ سچا نبی ہے تو اس کو زہر سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اگر سچا نبی نہیں تو ہم اس سے راحت پالیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کردیا اور اس کو سزا نہ دی۔ (حجۃ اللہ العالمین ص ۴۵۱)

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں شہداء کی حیات سے اعلیٰ حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا'' (آل عمران: ۱۶۹) اور اے پیغمبر جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کو اپنے رب کے پاس رزق ملتا ہے اور رزق دنیا کی زندگی کے ساتھ مختص نہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زہر کے ذریعے قتل ہونے پر اس آیت میں اشارہ موجود ہے: ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افأن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم'' (آل عمران: ۱۴۴) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہی ہیں جن سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ فوت ہوجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا تم الٹے پاؤں کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے؟ پس اس میں اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری طور پر بستر پر موت آئی ہے لیکن فی الواقع نفس الامر میں آپ مقتول ہیں۔

۹...... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر سال روزے ہیں پھر روزوں کے بعد حج ہے اور یہ آپ کے لئے ممکن ہے، محال نہیں ہے۔ ان عبادات کے ممکن ہونے اور محال نہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ابدان اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حیات حقیقیہ کے ساتھ اس لئے یہ سب کچھ ممکن ہے اور ابدان میں حیات حقیقیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دنیاوی طعام ومشروب کی طرف محتاج ہوں۔ کیونکہ دنیا کے اندر حیات حقیقیہ کے لئے طعام ومشروب کی حاجت امر عادی ہے کہ عقلی نہیں۔ چنانچہ ملائکہ حیات حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ طعام مشروب کے محتاج نہیں ہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ علیہم السلام کی حیات حقیقیہ دنیاوی طعام ومشروب پر موقوف نہیں بلکہ ان کے لئے جیسے حیات حقیقیہ برزخیہ ہے۔ اسی طرح طعام ومشروب بھی برزخی ہے۔

۱۰...... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے غیبی پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرتے اور نماز ادا کرتے ہیں، اس پر دلیل بھی موجود ہے۔

شرح: رسول اللہ ﷺ قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ برائے تلذذ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ''قرة عيني في الصلوٰة'' میری خوشی ومسرت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے نہ اس لئے کہ آپ ﷺ پر واجب ہے۔

۱۱ آپ ﷺ قبر اطہر میں ہمیشہ پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں نہ اکتاتے ہیں اور نہ چھوڑتے ہیں۔

شرح: انبیاء علیہم السلام موت کے بعد قبور میں جو نمازیں پڑھتے ہیں وہ مکلف ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ تلذذ ولذت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ پس یہ نماز بھی دوسری لذیذ نعمتوں کی طرح ایک لذیذ نعمت ہے اور صحیح مسلم میں حدیث ہے: ''ان اهل الجنة يلهمون التسبيح والتحميد كما يلهمون النفس'' اہل جنت کو تسبیح وتحمید کا الہام ہوگا اور وہ تسبیح وتحمید زبان پر نہایت آسانی کے ساتھ اس طرح جاری ہوگی، جیسے ہمارا سانس بغیر تکلیف وتکلف کے از خود جاری رہتا ہے اور شارح نے (ص ۲۱) پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے: ''الانبياء احياء في قبورهم يصلون'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

۱۲...... اسی طرح ہر روز امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں تا کہ ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوں۔

شرح: اس شعر میں ان احادیث کی طرف اشارہ ہے جو عرض اعمال کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن میں ان کو قبض کیا گیا۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں صعقہ ہوگا۔ لہٰذا اس عظمت والے افضل دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا؟ جب کہ آپ ﷺ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو کھائے۔ یہ حدیث مسند سعید بن منصور میں، مصنف ابن ابی شیبہ میں، سنن نسائی میں، سنن ابن ماجہ میں، معجم طبرانی میں، صحیح ابن خزیمہ میں، صحیح ابن حبان میں، مستدرک حاکم میں امام بیہقی کی جز حیات الانبیاء اور شعب الایمان میں اور امام بیہقی کی دیگر تصانیف میں مذکور ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ: ''حياتي خير لكم تحدثون ويحدث لكم ووفاتي خير لكم تعرض اعمالكم عليّ فما رأيت من خير حمدالله وما رأيت من شر استغفرت الله لكم'' میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم اپنی مشکلات میرے سامنے بیان کرتے ہو اور میری طرف سے ایسی بات تمہیں بتائی جاتی ہے جس سے تمہارا اشکال زائل ہو جاتا ہے، مشکل حل ہو جاتی ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ بعد از وفات تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ پس اعمال خیر پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا اور اعمال شر ہوں گے تو میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کروں گا۔ بخشش کی دعا کروں گا۔

حافظ عراقی نے اپنی کتاب التقریب فی شرح التقریب کے کتاب الجنائز میں لکھا ہے اسنادہ جید۔ اس کی سند عمدہ ہے اور حافظ ہیثمی نے اپنی کتاب مجمع الزوائد میں کہا ہے: ''رواه البزار ورجاله رجال الصحيح'' اس حدیث کو محدث بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی سند کے راوی، صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المعجزات والخصائص میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری کے شارح علامہ قسطلانی نے اپنی شرح میں اور محدث مناوی نے فیض القدیر میں کہا ہے: ''انہ صحیح'' یہ حدیث صحیح ہے۔ اسی طرح زرقانی نے شرح مواہب میں، الشہاب الخفاجی نے شرح الشفاء میں، ملا علی القاری نے شرح الشفاء میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو المطالب العالیہ میں ذکر کیا ہے اور یہی حدیث ایک مرسل سند کے ساتھ بکر بن عبداللہ المزنی سے بھی مروی ہے۔ اس کو حافظ اسماعیل القاضی نے جزء الصلاۃ علی النبی ﷺ میں ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق الشیخ الناصر الالبانی نے کہا ہے۔ مرسل صحیح اور حافظ ابن عبدالہادی جو شدید حنت اور متشدد ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب الصارم المنکی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ابوالفضل عبداللہ الصدیق الغماری نے اس حدیث کی ایک مستقل رسالہ میں شرح لکھی ہے اور ایک حدیث وہ ہے جس کو ابن سعد نے اپنی طبقات میں بکر بن عبداللہ المزنی سے بسند مرسل ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

''حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیر الکم تعرض علیٰ اعمالکم فان رأیت خیرا احمدت اللہ وان رأیت شرا استغفر لکم'' میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم اپنی کوئی مشکل بتاؤ گے تو اس کا حل تمہیں بتا دیا جائے گا۔ پھر جب مجھ پر موت کا ورود ہوگا تو میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہوگی کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے۔ میں نیک اعمال پر اللہ کا شکر ادا کروں گا۔ برے اعمال پر اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔

محقق عزیزی نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے۔ ہر روز آپ ﷺ پر اعمال پیش ہوتے ہیں جیسا کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے اور اس کو نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء اور آباء پر سوموار اور جمعرات کے دن جو اعمال پیش ہوتے ہیں تو ان میں بھی آپ پر اعمال پیش ہوتے ہیں۔

۱۳...... پس اگر اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو آپ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے قبولیت کی دعا کرتے ہیں۔

۱۴...... اور اگر اعمال سیئہ ہوتے ہیں تو آپ بخشش کی دعا کرتے ہیں اور رب جلیل بوجہ دعا درگزر فرما دیتے ہیں۔

۱۵...... وہ قطعۂ ارض جس نے صدق محبت سے آپ کو اپنی گود میں لے لیا وہ باغہائے جنت میں سے ایک وسیع اور طویل باغ ہے۔

شرح: شارح فرماتے ہیں بعض نسخوں میں ضمۃ حقا کے بجائے یوں تھا۔ ضمۃ عظاما جس سے وہم اس طرف جاتا ہے کہ آپ کے جسد اطہر کو العیاذ باللہ زمین نے کھا لیا ہے۔ خدا کی پناہ! اس لئے اس سے یہ نسخہ درست ہے جس میں ضمۃ حقا۔

۱۶...... اسی طرح وہ لحد جو کفن میں لپٹے بے شمار مردوں کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جب آپ ﷺ بطور مہمان لحد میں اترے تو اس نے بھرپور اعزاز و اکرام کا شرف بخشا۔

۱۷...... اور وہ قطعہ ارض افضل ہے۔ سب ارض وسما سے اور افلاک میں گردش کرنے والی تمام مخلوق (سورج، چاند، ستارے) سے۔

شرح: علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں کہا ہے اس پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ قطعہ جس نے آپ ﷺ کے اعضاء شریفہ کو مس کیا ہوا ہے وہ زمین کے تمام قطعات سے حتیٰ کہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے۔ عساکر، علامہ باجی اور قاضی عیاض جیسے محققین حضرات کا قول بھی یہی ہے۔ بلکہ السید السمہودی نے فضائل مدینہ میں ابن عقیل حنبلی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ بقعہ ارض جس میں نبی کریم ﷺ بعد الوفات تشریف فرما ہیں۔ عرش سے بھی افضل ہے اور علامہ تاج الدین السبکی نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور امام فاکہانی نے صراحت کی ہے کہ میرے نزدیک آپ ﷺ کی قبر اطہر والی جگہ آسمانوں سے بھی افضل ہے۔

یہ میں لکھ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہ بات علماء کے سامنے رکھی جائے تو وہ اس میں اختلاف نہیں کریں گے۔ حالانکہ آسمانوں نے بھی آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ہے لیکن وہ وقتی اور عارضی طور پر تھا بلکہ اگر کوئی یہ کہہ دے تو بجا ہے کہ تمام قطعات ارض افضل ہیں۔ آسمانوں کے سب قطعات سے کیونکہ مستقل طور پر حیات و بعد الوفات آپ کے ورود مسعود اور وجود مسعود کا زمین کو شرف حاصل ہے۔ میرے نزدیک یہی بات اور یہی عقیدہ قطعی و یقینی ہے۔ بعض علماء نے زمین کے آسمانوں سے افضل ہونے کی بہت سے محققین سے یہ وجہ نقل کی ہے: ''لخلق الانبیاء منہا و دفنہم فیہا'' کہ انبیاء علیہم السلام کی تخلیق زمین سے ہوئی ہے اور وہ زمین میں مدفون ہیں۔ پھر ان بعض علماء نے آسمان و زمین کی افضلیت میں اختلاف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ اختلاف ان قطعات ارض میں ہے جو آپ ﷺ کے اعضاء شریف کے ساتھ مس کئے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن وہ قطعات ارض جو اعضاء شریفہ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور متصل ہیں تو بقول شارح زرقانی ''فانہ افضل اجماعا بلا شبہ'' ان کے افضل ہونے پر اجماع ہے۔ ایک شاعر نے اسی اجماعی عقیدہ کو اشعار میں یوں بیان کیا ہے:

جزم الجمیع بان خیرالارض ما قد حاط ذات المصطفیٰ وحواها
ونعم لقد صدقوا بساکنها علت کالنفس حین زکت زکی مأواها

تمام علماء کا اس پر یقین ہے کہ جس قطعہ ارض نے ذات مصطفیٰ کو محفوظ کیا ہے اور اب تک اس کو محفوظ رکھا ہوا ہے اور آپ اس میں خوش اور خوش حال ہیں۔ اللہ کی قسم یہ بات سچ ہے کہ اس قطعہ کو اپنے رہائش پذیر کی وجہ سے بلندی نصیب ہوئی ہے جیسے جب نفس پاک ہو جائے تو اس کا ٹھکانہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔

۱۸...... اور وہ قطعہ ارض افضل ہے عرش سے، جنت کے باغات سے اور جنت الفردوس سے جس میں بہت ہی خیر ہے۔

۱۹...... اور آپ ﷺ کو قبر شریف میں زندہ سمجھئے اور ایسے طور پر کہ (کشفی نظر) کے ذریعہ (باذن الٰہی) آپ کی ہر جگہ رسائی ہے۔

شرح: حیات انبیاء علیہم السلام کے منجملہ دلائل کے ایک دلیل وہ ہے جس کو امام بیہقی نے کتاب الانبیاء میں ذکر کیا ہے اور اس پر صحت کا حکم لگایا ہے وہ ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ، بزار اور ابن عدی نے ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے حیات انبیاء کے متعلق ایک عظیم کتاب تالیف کی ہے جس میں انہوں نے بہت سارے صریح

اور واضح دلائل جمع کئے ہیں جن کی طرف علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ میں اشارہ کیا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی اس مسئلہ پر رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: ''انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء'' ہندوستان کے ایک مطبع نے وہ رسالہ شائع کیا ہے۔ میرے خزانہ کتب میں وہ رسالہ موجود ہے۔ اللہ اس کی حفاظت فرمائیں۔

علامہ قسطلانی نے المواہب للدنیہ میں لکھا ہے: ''ولاشک ان حیاۃ الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ معلومۃ مستمرۃ ونبینا ﷺ افضلھم ای بالنصوص والاجماع واذا کان کذالک فینبغی ان تکون حیاتہ اکمل واتم من حیاۃ سائرھم'' اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بے شک انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت ہے، یقینی ہے اور تاقیامت حیات مسترہ ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ یہ عقیدہ افضلیت کتاب وسنت کی نصوص سے ثابت ہے اور اس پر اجماع ہے۔ جب آپ ﷺ سب سے افضل ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعد الوفات حیات طیبہ باقی سب انبیاء علیہم السلام سے اکمل اور اتم ہو۔

۲۰...... اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی طرح یقیناً زندہ ہیں اپنے ان اجساد کے ساتھ جن کا واضح طور پر سایہ تھا۔

شرح: شارح فرماتے ہیں کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ہمارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تشبیہ اس بات میں ہے کہ جیسے ہمارے نبی ﷺ قبر میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی فاذا اقرب الناس بہ شبھا عروہ بن مسعود الثقفی واذا ابراھیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ ﷺ فحانت الصلوٰۃ فاممتھم فلما فرغت الیہ من الصلاۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فنادانی بالسلام''

تحقیق میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ان کے گھنگریالے بال تھے۔ گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں میں سے ان کے ساتھ زیادہ مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہے اور ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والا تمہارا اپنا ساتھی ہے۔ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذات مبارک ہے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کرائی جب میں نماز سے فارغ ہو کر جبرئیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے مجھے کہا اے محمد ﷺ یہ مالک فرشتہ ہے جو نار جہنم کا منتظم ہے۔ اس کو سلام کیجئے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے مجھے سلام کیا۔

اور مسلم کے اندر باب فضائل موسیٰ علیہ السلام میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' اس رات جس میں مجھے سیر کرائی گئی۔ میں سرخ ٹیلہ کے پاس موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے وہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس میں ہے: ''قال رسول اللہ ﷺ مررت علی موسی وھو یصلی فی قبرہ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔

۲۱...... دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی جگہ یقینی طور پر معلوم نہیں سوائے اس قبر کے جس میں رسول اللہ ﷺ سکون پذیر ہیں۔

۲۲...... اور یقینی قبریں جبرون شہر کی غار میں ہے۔ اس میں کئی معزز رسول اور ابراہیم خلیل ہیں۔

شرح: حَبرون کی حاء پر فتح ہے۔ باء ساکن ہے۔ اسی شہر میں ابراہیم علیہ السلام کی رہائش تھی۔ اس شہر میں ایک غار ہے اس غار میں ابراہیم علیہ السلام، ان کے بیٹے اسحاق، ان کے بیٹے یعقوب، ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام کی قبور ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس غار کے اردگرد دیوار سے دائرہ بنا دیا تھا جو اب مسجد خلیل میں آ چکی ہے۔ ابن الحاج نے المدخل میں اور دوسرے کچھ علماء نے بھی اسی کو یقینی قرار دیا ہے۔

۲۳...... بڑے بڑے فحول علماء سے منقول ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور آپ میں شعور و ادراک کی قوۃ ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔

۲۴...... تو البتہ سورج کی طرح بڑے بڑے معروف نامور علماء قبر شریف کی طرف جانے کی یقین کے ساتھ کوشش نہ کرتے جب کہ وہ قبر شریف پر جا کر بھی سلام کرتے ہیں اور واپسی پر بھی۔

۲۵...... اور نہ ہی حج کرنے والا آپ ﷺ کی طرف جانے کی کوشش کرتا۔ حالانکہ وہ قبولیت حج کی امید لے کر آپ ﷺ کی زیارت کے لئے جاتا ہے۔

شرح: شارح فرماتے ہیں شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ النونیہ میں ذکر کیا ہے کہ قبر شریف کی زیارت کیسے کی جائے؟ زیارت کے وقت کون سے آداب مطلوب ہیں؟ اور جب مواجہ شریف کے سامنے کھڑا ہو تو زائر کی کیا سوچ ہو؟ ابن قیم کے اشعار ملاحظہ کیجئے۔

۱...... پس جب ہم مسجد نبوی آئیں تو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھیں۔

۲...... مخلصین کے طریقہ کے مطابق تمام ارکان خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ ادا کریں۔

۳...... پھر قبر شریف کی زیارت کے ارادہ سے قبر شریف کی طرف رخ موڑ دیں اگرچہ پلکوں کے بل چلنا پڑے۔

۴...... پس قبر شریف کے قریب عاجزی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور ظاہر و باطن میں انتہائی عاجزی اور فروتنی کی کیفیت ہو۔

۵...... پس گویا کہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور بولتے ہیں۔ نیز زائرین ٹھوڑیوں کو جھکائے ہوئے ہوں۔

۶...... زائرین پر ہیبت کی کیفیت غالب ہو جائے۔ حتیٰ کہ ان کی ٹانگوں پر لرزا طاری ہو جائے۔

۷...... اور آنکھوں سے آنسوؤں کا پانی اسی طرح جاری ہو جائے کہ عرصہ دراز تک زمانوں کے گزرنے کے باوجود آنکھوں کا پانی خشک رہے۔

۸ اور سلام پیش کرنے والا اس طرح سلام پیش کرے کہ اس پر ہیبت کی کیفیت ہو اور ذی علم اور صاحب ایمان والا وقار ہو۔

۹...... قبر شریف کے اردگرد ہرگز آواز اونچی نہ کرے اور ٹھوڑی کے بل ہرگز سجدہ نہ کرے۔

۱۰...... اور قبر شریف کے اردگرد سات چکر لگا کر طواف بھی نہ کرے کہ یوں محسوس ہو، گویا یہ دوسرا بیت اللہ ہے۔

۱۱...... پھر اپنی دعا میں چار رکنوں والے بیت اللہ کی طرف رخ پھیرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے۔

۱۲...... زیارت کا یہ طریقہ اس آدمی کے لئے جس نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ مضبوطی کے ساتھ شریعت اسلام کا طریقہ پکڑنے والا ہے۔

۱۳...... زیارت کا یہ طریقہ افضل اعمال میں سے ہے اور حشر کے دن اس عمل زیارت کا بھی افضل اعمال کے ساتھ میزان عمل میں وزن ہوگا۔

۲۶...... وادی میں چلنے والی اونٹنیوں میں حج کرنے والے کی طرح شوق زیارت ہے، گا تا گا کر اونٹوں کو تیز کرنے والا آواز نکالتا ہے۔ دوپہر کے وقت ان کے لئے خوب آرام ہوتا ہے۔

۲۷...... اونٹنیاں بھی آپ کی زیارت کے شوق میں اپنی گردنیں دراز کرتی ہیں اور ان کے آنسو سیلاب کی طرح بہتے ہیں۔

۲۸...... اور جب لوگ بصورت وفد آپ کی طرف آتے ہیں تو آپ ان کی آمد سے خوش ہوتے ہیں اور جب قافلوں کا ہجوم ہوتا ہے تو آپ ﷺ ان کو دیکھتے ہیں۔

شارح فرماتے ہیں کہ اس لقاء اور نظر سے مراد ہے خاص توجہ اور روحانی التفات جو ذات نبوت سے حاصل ہوتی ہے عالم دنیا کی طرف اور اجسام ترابیہ یعنی خاکی اجسام کے ڈھانچوں کی طرف اور اس حالت میں ذات نبوت اتر آتی ہے دائرہ بشریت کی طرف اور بشری صفات کی طرح۔ حتیٰ کہ اس وقت آپ ﷺ سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں اور اس خاص توجہ میں اتنا عموم وشمول اور اتنی وسعت ہوتی ہے کہ اس حالت میں اگر ہر لحہ ایک ارب لوگ سلام کرنے والے ہوں تو یہ خاص التفات وتوجہ نبوی ان سب کا احاطہ کرے گی اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ میں اس کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔

۲۹...... اور جب زائرین آپ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ ان کا درود اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ اے غمگین غم تھوڑا کر۔

۳۰...... اور جو شخص باطن میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا وہ یقیناً بہت بڑا جاہل اور زندیق ہے۔

شرح: اہل السنۃ والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جن لوگوں نے سلف کا جھنڈا اٹھا رکھا ہے اور اپنے آپ کو سلفی لقب سے ملقب کرتے ہیں، وہ سلف کے اس عقیدہ کو پسند نہیں کرتے۔ شیخ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں: ''ومماینبغی ان یعلم'' احوال روح کے بارے میں جو کچھ ہم نے لکھا ہے مناسب ہے کہ اس کو معلوم کر لیا جائے۔ وہ یہ ہے کہ ارواح کی قوت وضعف، کبر وصغر کے

اعتبار سے ارواح کے حالات بھی مختلف ہیں۔ پس جو روح عظیم اور کبیر ہے جو اس کو احوال روح کے اعتبار سے عظمت و کمال حاصل ہے۔ اس سے کم درجہ کی روح کو وہ عظمت و کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ دنیا میں دیکھ لیں ارواح کی کیفیات میں اور ان کی قوتوں میں۔ نیز ان کے ست اور تیز ہونے کے اعتبار سے ان کے احکام و احوال میں عظیم تفاوت پایا جاتا ہے۔ پس وہ روح جو بدن کی قید سے، بدن کے تعلقات اور بدن کی رکاوٹوں سے آزاد ہو جائے تو اس میں جو تصرف، قوۃ، نفوذ، ہمت، صعود الی اللہ اور تعلق مع اللہ میں سرعت جیسی صفات اور کمالات ظہور پذیر ہوتے ہیں وہ بدن میں محبوس روح میں نہیں ہو سکتے۔

اس لئے جب بوجہ موت روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے، بدن سے اس کا تجرد ہو جاتا ہے اور روح کی جو اصل شان تھی، اس کے مطابق تمام قوتیں اس میں جمع ہو جاتی ہیں اور اس میں کامل پاکیزگی اور ہمت عالیہ پیدا ہو جاتی ہے تو اب اس میں بدرجہ کمال قوت تصرف اور قوت ادراک پیدا ہو جاتی ہے۔

بنی آدم کے مختلف قسم کے لوگوں میں ایسے خوابات تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جن میں موت کے بعد ارواح کے بڑے بڑے تصرفات بڑے بڑے افعال اور کارناموں کا ثبوت ملتا ہے جن کو وہ روح انجام نہیں دے سکتی جس کا بدن کے ساتھ دنیوی اتصال ہوتا ہے۔ جیسے ایک یا دو یا قلیل تعداد کے ذریعے بڑے بڑے لشکروں کو شکست دینا۔ کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں، ان کی ارواح نے کفار اور ظالموں کے بڑے لشکروں کو شکست دی ہے۔

پس اچانک کفار کے لشکر کے لشکر مغلوب ہو جاتے ہیں۔ ان کی صفیں درہم برہم ہو جاتی ہیں۔ حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ حالانکہ کفار کی تعداد اور ساز و سامان زیادہ ہوتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان کمزور تعداد تھوڑی اور سامان کم ہوتا ہے اور یہ بات عجیب ہے کہ بعض دفعہ خواب میں دو مسلمانوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے۔ آپس میں تعارف ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور ہوتے ہیں۔ وہ صرف خوابی دوست ہیں۔ پھر جب خواب دیکھنے والا اس دوسرے آدمی کو دیکھتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے۔ یہ خوابی ملاقات دو روحوں کی ملاقات تھی۔

۴۱...... میں ایک ناچیز حقیر بندہ ہیتمی ہوں، پناہ پکڑنے والا ہوں، اس عظیم انسان کے ساتھ جس کی زیارت کے ساتھ گناہوں کے بوجھ اتار دیئے جاتے ہیں۔

۴۲...... اس پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ ہر وقت زمانہ کے اخیر تک بے شک اونٹوں پر کجاوے باندھے جاتے رہیں۔

۴۳...... اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی اللہ کی رحمت نازل ہو۔ جب تک اطراف عالم کے قریب پانی کی رو بہتی رہے۔

